AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مسائلِ بیوع اور صحابہ کرام کے آثار و فتاویٰ

محمد حمزہ جنجوعہ، پی ایچ ڈی سکالر
شعبہ علوم اسلامی، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور
ڈاکٹر نصیر احمد اختر، پروفیسر
صدر شعبہ علوم اسلامی، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور
ڈاکٹر محمد انس جنجوعہ، لیکچرر
اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

The Abstract

Allah Almighty sent the Holy Prophet (ﷺ) along with the religion of Islam to guide the whole humanity. In order to help in the propagation of the religion of Islam, Allah Almighty gave him a group of people who attained the pinnacle of the noble qualities of divinity, sincerity, piety, asceticism, sacrifice and trustworthiness, i.e. the Jamaat of the Companions (□). The entire history of mankind after the Prophets (علیہم السلام) is unable to give an example of this group who have been mentioned with good characteristics in the previous books even.

This pure, trustworthy and authentic group of Companions has fulfilled the right to convey the teachings of Islam from the Holy Prophet (ﷺ) to the entire Ummah with trust, honesty and truthfulness. Along with these teachings of Qur'an and Sunnah, the sayings and the relics of this pious Jama'at are also an authentic source of guidance for the Ummah.

In the present time, where the human world has become a global village due to the ubiquity and abundance of print and electronic media, the anti-religious forces are constantly engaged in misleading the new generation of the Ummah with innovation and skill. On the other hand, the modern generation is now seeking logic and reality. Now it is the need of the hour that this new generation should go through literature, devotion and emotions to explain his point of view and be satisfied and convinced with arguments of materialism and utility, otherwise the day

AL-AASAR Journal
Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

is not far when the religion of Islam will become same like as Judaism and Christianity, and will become a theoretical and biblical religion and will be confined to the houses of worships. In this context, it is very important to present the importance and utility of the Companions in the religion of Islam to the new generation with the arguments of reality.

Now the time has come to convince the modern minds of the Ummah that the Companions were not a mythical class, but they were the embodiment of knowledge, action, truth and trust. Their knowledge, jurisprudence and culture were unparalleled. Their words and deeds are a proof and guidance for the Ummah, and studying their character and following their teachings is the best solution to the intractable problems of the present time. In this regard, the jurisprudential and exegetical aspect of the Companions is undoubtedly of great importance, on which the study and research in modern lines is certainly an important religious, spiritual and ideological necessity of the present and modern generation.

In view of this topic, this article is a glimpse of how to solve contemporary problems in the light of the fatwas and the relics of the Companions.

تعارفِ موضوع

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کوانسانیت کی ہدایت کے لیے دین اسلام کے ساتھ مبعوث فرمایا۔دین اسلام کی نشرواشاعت میں معانت ونصرت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوایک ایسی جماعت عطافرمائی جوللہیت،اخلاص، تقوٰی،زہد،ایثاراور امانت جیسی عالی صفات کے معراج پر فائز تھی یعنی صحابہ کرام ؓ کی جماعت مطہرہ۔پوری انسانی تاریخ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد اس جماعت کی مثال پیش کرنے قاصر ہے جس کاذکر خیر اللہ نے پچھلی کتابوں میں بھی کیاہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَاناً سِيمَاهُمْ فِى وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ ٱلسُّجُودِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى ٱلتَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِى ٱلإِنجِيلِ ---- الآیۃ

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں،وہ کافروں پر سخت ہیں،آپس میں رحم دل ہیں۔تم انہیں دیکھو گے کہ رکوع سجدے کررہے ہیں۔اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں۔ان کا نشان ان کے چہروں پر ان کے سجدوں کا اثر ہے۔ان کی یہی مثال تورات میں ہے،اور ان کی مثال انجیل میں یوں ہے ---(الفتح48: 29)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حضرات صحابہ □ کی اس پاکیزہ، معتبر اور مستند جماعت نے آنحضرت ﷺ سے دین اسلام کی تعلیمات پوری امت تک امانت، دیانت اور صداقت کے ساتھ پہنچانے کا حق ادا کیا۔ دین اسلام کی ان تعلیمات کے ساتھ اس پاکیزہ جماعت کے اقوال اور آثار بھی امت کے لیے سند اور حجت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عصر حاضر میں جہاں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی ہمہ گیری اور فراوانی سے انسانی دنیا ایک عالمی گاؤں کی حیثیت اختیار کر چکی ہے، ایسے میں دین دشمن طاقتیں جدید وسائل کو استعمال کرتے ہوئے جدت اور مہارت کے ساتھ امت کی نئی نسل کو گمراہ کرنے اور الحاد و دین بیزاری میں مبتلا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ دوسری طرف جدید نسل اب منطق، دلیل اور حقیقت کی طلب گار ہے۔ اب وقت کا تقاضا ہے کہ اس نئی پود کو اپنا نقطۂ نظر سمجھانے کے لیے ادب، عقیدت اور جذبات سے گزر کر مادیت اور افادیت کے دلائل کے ساتھ مطمئن اور قائل کیا جائے، ورنہ خاکم بدہن وہ دن دور نہیں کہ دین اسلام بھی یہودیت اور عیسائیت کی طرح ایک نظری اور کتابی دین بن کر عملی زندگی سے نکل کر عبادت خانوں تک محدود ہو جائے گا۔ اسی تناظر میں دین اسلام میں حضرات صحاب □ کی اہمیت اور افادیت کو نئی نسل کے سامنے حقیقت کے دلائل کے ساتھ پیش کرنا از حد ضروری ہے۔ اب وقت آچکا ہے کہ امت کے جدید اذہان کو قائل کیا جائے کہ حضرات صحاب □ کوئی دیومالائی طبقہ نہیں، بلکہ یہ حضرات علم و عمل اور صداقت و امانت کے پیکر تھے۔ ان کی علمیت، فقاہت اور ثقاہت بے مثال تھی۔ ان کے اقوال و افعال امت کے لیے حجت اور ہدایت کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کی سیرت و کردار کا مطالعہ کر کے ان کی اتباع اور ان کے علوم کی پیروی عصر حاضر کے لاینحل مسائل کا بہترین حل ہے۔ اس سلسلے میں آثار صحابہ □ کا فقہی اور تشریعی پہلو بلاشبہ حد درجہ اہمیت کا حامل ہے، جس پر جدید خطوط سے مطالعہ و تحقیق یقیناً عصر حاضر اور نسلِ جدید کی ایک اہم دینی، روحانی اور نظریاتی ضرورت ہے۔

زیر نظر مضمون اسی موضوع کے پیشِ نظر عصری مسائلِ بیوع کو صحابہ کرام □ کے آثار و فتاویٰ کی روشنی میں حل کرنے کی ایک جھلک ہے۔

باب: (یہ باب اس حکم کے بارے میں ہے کہ) کوئی شخص اپنے حق (وصولی دَین) میں کمی کر دے تاکہ (باقی ماندہ دَین) جلد وصول کر لے

1- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا : " مَنْ كَانَ لَهُ حَقٌّ عَلَى رَجُلٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ، فَتَعَجَّلَ بَعْضَهُ ، وَتَرَكَ لَهُ بَعْضَهُ - فَهُوَ رِبًا " . قَالَ مَعْمَرٌ : وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَبْلَنَا إِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُهُ "

سعید بن مسیبؒ اور عبداللہ بن عمر دونوں نے فرمایا: "جس شخص کا کوئی حق (دَین) مدت مقررہ کے ساتھ کسی دوسرے شخص کے ذمہ ہو، اور وہ اپنا حق (دَین) کچھ جلدی وصول کرنے کے لیے (مدیون) کو کچھ حصہ معاف کر دے تو یہ "ربا" ہے"۔

معمرؒ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا اس سے پہلے کسی کو بھی جو اس (عمل) کو مکروہ نہ سمجھتا ہو۔

تخریج: عبدالرزاق، مصنف، اثر نمبر 14354، اس اثر میں امام عبدالرزاق منفرد ہیں۔

حکم: اس اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں، اس لیے یہ اثر صحیح ہے۔

2- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى السَّفَّاحِ قَالَ : بِعْتُ بَزًّا إِلَى أَجَلٍ ، فَعَرَضَ عَلَيَّ أَصْحَابِي أَنْ يُعَجِّلُوا لِي ، وَأَضَعُ عَنْهُمْ ، فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ : " لَا تَأْكُلْهُ ، وَلَا تُؤْكِلْهُ "

AL-AASAR Journal
Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ابو صالح مولی سفّاحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کپڑا ایک مدت (تک کی ادائیگی کی شرط) پر بیچا، تو میرے کچھ ساتھیوں نے مجھے یہ پیش کش کی کہ وہ مجھے جلدی (مدت سے قبل) ادائیگی کر دیں گے اگر میں ان کا کچھ حصہ (دَین) معاف کر دوں تو، چنانچہ میں نے اس بارے میں زید بن ثابت سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "نہ تم اس کو (خود) کھاؤ، اور نہ تم اس کو (کسی دوسرے) کو کھلاؤ"۔

تخریج: عبدالرزاق، مصنف، اثر نمبر 14355، مالک "الموطأ" نمبر: 2479، البيهقي "السنن الكبير" نمبر: 11257

حکم: اس اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں، اس لیے یہ اثر صحیح ہے۔

3- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو الْمِنْهَالِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُطْعِمٍ قَالَ : سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَى أَجَلٍ ، فَقُلْتُ : عَجِّلْ لِي وَأَضَعُ لَكَ ! فَنَهَانِي عَنْهُ ، وَقَالَ : " نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ نَبِيعَ الْعَيْنَ بِالدَّيْنِ"

ابو المنھال عبد الرحمن بن مطعمؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے میرا حق (دَین) ایک مقررہ مدت تک ادا کرنا ہے، تو میں نے (اس سے) کہا ہے کہ تو میرا حق جلدی (یعنی مدت مقررہ سے پہلے) ادا کر دے تو میں تمہارے لیے کچھ کمی کر دیتا ہوں، تو آپ نے مجھے اس سے منع فرما دیا اور فرمایا: "ہمیں امیر المؤمنین (غالباً عمر) نے منع کیا ہے کہ ہم نقد کو ادھار کے بدلے بیچیں"

تخریج: عبدالرزاق، مصنف، اثر نمبر 14359، البيهقي "السنن الكبير" نمبر: 11259

حکم: اس اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں، اس لیے یہ اثر صحیح ہے۔

4- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ ، عَنْ قَيْسٍ مَوْلَى ابْنِ يَامِينَ قَالَ : سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ : إِنَّا نَخْرُجُ بِالتِّجَارَةِ إِلَى أَرْضِ الْبَصْرَةِ وَإِلَى الشَّامِ ، فَنَبِيعُ بِنَسِيئَةٍ ، ثُمَّ نُرِيدُ الْخُرُوجَ ، فَيَقُولُونَ : ضَعُوا لَنَا وَنُنْقِدُكُمْ ! فَقَالَ : إِنَّ هَذَا يَأْمُرُنِي أَنْ أُفْتِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ الرِّبَا وَيُطْعِمَهُ ، وَأَخَذَ بِعَضُدِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَقُلْتُ : إِنَّمَا أَسْتَفْتِيكَ ! " قَالَ : فَلَا .

قیس مولی ابن یامینؒ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ ہم تجارت کی غرض سے بصرہ اور شام جاتے ہیں تو ہم ادھار پر چیزیں بیچتے ہیں، پھر ہم وہاں سے جانے لگتے ہیں تو وہ خریدار لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں (دَین) میں کچھ کمی کر دیں تو ہم آپ کو نقد (فوری) ادا کر دیتے ہیں۔ اس پر عبداللہ بن عمر نے (غصے سے) فرمایا: "یہ شخص مجھے کہہ رہا ہے کہ میں اس کو فتویٰ دے دوں کہ یہ سود کھاتا پھرے"۔ اور تین مرتبہ میرا کندھا پکڑ کر ہلایا۔ تو میں نے کہا کہ میں تو بس آپ سے آپ کی رائے پوچھ رہا ہوں، تو انہوں نے فرمایا کہ جائز نہیں۔

تخریج: عبدالرزاق، مصنف، نمبر 14368، اس اثر میں امام عبدالرزاق منفرد ہیں۔

حکم: اس اثر کے باقی تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ قیس مولی ابن یامین کو بعض نے مجہول کہا ہے، تاہم حقیقت یہ ہے کہ وہ مجہول نہیں ہیں بلکہ ثقہ ہیں۔ اس لیے یہ اثر کم از کم حسن تو ضرور ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نوٹ: قیس مولیٰ ابن یامین ایک تابعی اور حدیث وفقہ کے معتبر راوی ہیں۔ ان کا تعلق صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شاگردوں سے تھا، اور وہ تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے۔ ان کے حالاتِ زندگی اور اہم روایات کا خلاصہ یہ ہے:

- نسب و تعارف : آپ "ابن یامین" (جو کہ غالباً یامین بن عمیر ہیں) کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کا شمار کوفہ اور بصرہ کے کبار تابعین میں ہوتا ہے۔
- اہم روایت (مسئلہ "ضع وتعجل") : آپ سے مروی ایک مشہور حدیث اور فتویٰ ہے جو فقہِ اسلامی میں "ضع وتعجل" (یعنی قرض کی جلد ادائیگی پر کچھ رقم کی معافی) کے حوالے سے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔
- ابن عمرؓ سے مکالمہ : قیس مولی ابن یامین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا : " ہم بصرہ اور شام تجارت کے لیے جاتے ہیں، جہاں ہم ادھار پر مال فروخت کرتے ہیں۔ پھر جب واپسی کا وقت آتا ہے تو مقروض کہتے ہیں کہ آپ کل رقم میں سے کچھ چھوڑ دیں اور باقی نقد ابھی لے لیں "۔ اس پر ابن عمرؓ نے سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ " یہ مجھے اس بات کا فتویٰ دینے کو کہہ رہا ہے کہ میں سود کھاؤں یا کھلاؤں "۔
- محدثین کی آراء : یہ روایت محدثین کے نزدیک مستند ہے اور اسے امام عبدالرزاق نے اپنی کتاب "المصنف" میں نقل کیا ہے، جسے بعد کے فقہانے بھی اپنی کتب میں استدلال کے لیے استعمال کیا ہے۔

5- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الْحَقُّ عَلَى الرَّجُلِ إِلَى أَجَلٍ ، فَيَقُولُ : عَجِّلْ لِي وَأَضَعُ عَنْكَ ، فَقَالَ : " لَا بَأْسَ بِذَالِكَ "

عبداللہ بن عباس سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کا کسی دوسرے شخص پر مدت مقررہ تک (ادائیگی) کا کوئی حق (دَین) ہے، اور وہ (پہلا) شخص کہتا ہے (دوسرے سے) کہ تو میرا دَین جلدی (مدت مقررہ سے پہلے) ادا کر دے تو میں اس دَین میں تیرے لیے کچھ کمی کر دیتا ہوں، تو ابنِ عباس نے فرمایا: "اس میں کوئی حرج نہیں"۔

تخریج: عبدالرزاق، مصنف، اثر نمبر 14360، البيهقي "السنن الكبير" نمبر: 11255

حکم: اس اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں، اس لیے یہ اثر صحیح ہے۔

6- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - مِثْلَهُ . قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : وَأَخْبَرَنِي غَيْرُ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : إِنَّمَا الرِّبَا : أَخِّرْ لِي ، وَأَنَا أَزِيدُكَ ، وَلَيْسَ : عَجِّلْ لِي وَأَضَعُ عَنْكَ "

سفیان بن عیینہؒ عمرو بن دینارؒ کے واسطے سے یہی بات عبداللہ بن عباس سے نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ مجھے عمرو بن دینارؒ کے علاوہ کسی اور نے یہ بتایا کہ عبداللہ بن عباس فرماتے تھے کہ "ربا تو یہ ہے کہ میں کہوں کہ مجھے مزید مہلت دے تو میں تجھے اور زیادہ دوں گا، یہ کہنا ربا نہیں کہ تو اگر جلدی ادا کر دے گا تو میں تجھے کچھ معاف کر دوں گا"۔

تخریج: عبد الرزاق، مصنف، اثر نمبر 14362، البيهقي "السنن الكبير" نمبر: 11255

حکم: اس اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں، اس لیے یہ اثر صحیح ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

7- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ لَمْ يَرَ بِالْعُرُوضِ بَأْسًا يُؤْخَذُ مِنَ الْمُكَاتَبِ " . وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِثْلَهُ

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ وہ مکاتب سے (درہم ودینار کی بجائے) سامان واشیاء (میں کمی کر کے باقی اشیاء قبل از وقت) لینے کے بارے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے تھے۔ اور عمر بن عبدالعزیزؒ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

تخریج: عبدالرزاق، مصنف، اثر نمبر 14366، البيهقي "السنن الكبير" نمبر: 21752، ابن أبي شيبة "المصنف" نمبر: 22663

حکم: اس اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں، اس لیے یہ اثر صحیح ہے۔

8- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُكَاتَبِ يُوضَعُ وَيُتَعَجَّلُ مِنْهُ ، فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا"، وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ إِلَّا بِالْعُرُوضِ "

عطاء بن ابی رباحؒ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عباس سے اس مکاتب کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس کا دین (بدلِ مکاتبت) کم کر کے اس سے (باقی ماندہ مال) جلدی طلب کیا گیا، تو انہوں نے اس میں کوئی ہرج نہیں سمجھا۔ جبکہ عبداللہ بن عمر اس کو مکروہ سمجھتے تھے، سوائے عروض یعنی سامان واشیاء کو (جب بدل مکاتبت بنایا گیا ہو)۔

تخریج: عبدالرزاق، مصنف، اثر نمبر 14367، البيهقي "السنن الكبير" نمبر: 21752، ابن أبي شيبة "المصنف" نمبر: 22663

حکم: اس اثر کی سند میں ایک راوی جابر ضعیف ہے، تاہم چونکہ اس اثر کے شواہد موجود ہیں، اس لیے یہ اثر قابل قبول ہے۔

شاہد نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: لمّا أرادَ رسولُ اللهِ ﷺ أنْ يُخرِجَ بني النَّضيرِ، قالوا: يا رسولَ اللهِ، إنَّكَ أمرْتَ بإخراجِنا، ولنا على النّاسِ دُيونٌ لمْ تَحِلَّ، قالَ: ضَعوا وتَعجَّلوا.

تخریج: الحاكم، المستدرک علی الصحیحین، نمبر 2360، الدارقطني، السنن، 2983

حکم: صحیح الإسناد

شاہد نمبر 2:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْكُوفِيُّ قَالَ : سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ : [عَنْ] عَمْرٍو ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَقُولَ : عَجِّلْ لِي ، وَأَضَعُ عَنْكَ . وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ ، وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ

سفیان بن عیینہؒ عمرو بن دینارؒ اور عبداللہ بن عباس کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ "قبل از وقت ادا کرو تو میں تمہیں کچھ کمی کر دیتا ہوں" میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے تھے۔ جب کہ بعض یعنی عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔

تخریج: والطحاوي، شرح مشكل الآثار (11 / 61) بغیر نمبر

AL-AASAR Journal
Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تعلیق وعصری اطلاقات:

مندرجہ بالا آٹھ آثار ایک اہم مسئلے "ضع وتعجل، یعنی کمی کرو اور قبل از وقت وصول کرلو" سے متعلق ہیں۔ کتب حدیث اور کتب فقہ میں یہ ایک اہم اور معرکۃ الآراء مسئلہ ہے۔ جس کا گہرا تعلق عصری مسائل کے ساتھ بھی ہے۔

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً زید نے حامد کے دس ہزار روپے ایک مدت مقررہ (مثلاً تین ماہ) کے بعد دینے ہیں جو کسی چیز کی ادھار خریداری کے عوض زید پر دین (قرض) ہے۔ مگر تین ماہ مکمل ہونے سے پہلے ہی زید حامد سے کہتا ہے کہ اگر تم دس کی بجائے 9 ہزار لے لو تو میں تمہیں ابھی فوراً ادا کر دیتا ہوں۔ یا حامد خود زید کو پیشکش کرتا ہے کہ اگر تم قبل از وقت ادا کر دو تو میں تمہیں ایک ہزار ڈسکاؤنٹ دے دیتا ہوں۔ تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا یہ سود اور ربا کے زمرے میں آئے گا؟

یہ مسئلہ صحابہ کرام ، نیز تابعینؒ میں مختلف فیہ رہا ہے۔ چنانچہ صحابہ میں سے عبداللہ بن عباس، اور تابعین میں سے عمرو بن دینارؒ اور ابراہیم نخعیؒ اس کے جواز کے قائل ہیں اور اس کو ربا کے زمرے میں شامل نہیں کرتے، جیسا کہ اثر نمبر 5، نمبر 6 اور نمبر 8 سے واضح ہے۔ اسی طرح احناف میں سے امام زفر بن ہذیلؒ اور شوافع میں سے شیخ ابو ثورؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

اس کے مقابلے میں صحابہ میں سے عمر، عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت اور دیگر صحابہ، جب کہ تابعین میں سے محمد بن سیرینؒ، حسن بصریؒ، سعید بن المسیبؒ، حکم بن عتیبہؒ اور شعبہؒ اس کے ناجائز ہونے اور اس کے ربا کے زمرے میں شامل ہونے کے قائل ہیں، جیسا کہ اثر نمبر 1، نمبر 2، نمبر 3، نمبر 4، اور نمبر 8 سے واضح ہے۔ **نیز ائمہ اربعہ** بھی اسی کے قائل ہیں۔

تفصیل: کسی کے ذمہ دین واجب ہونے کی متعدد صورتیں ہیں:

1۔ **دیون حالہ:** پہلی صورت یہ ہے کہ دَین کی کوئی مدت مقرر نہ کی گئی ہو یعنی ادائیگی کی کوئی مدت مقرر نہ ہو بلکہ فوراً ادا کرنا لازم ہو۔ ایسے دَین کو دیون حالہ کہا جاتا ہے۔

2۔ **دیون مؤجلہ:** دوسری صورت یہ ہے کہ دَین کی کوئی ایک مدت متعین اور مقرر ہو، اور اس مدت کے بعد وہ دَین واجب الادا ہو، ایسے دَین کو دیون مؤجلہ کہا جاتا ہے۔

فائدۃ: یہاں دَین سے مراد وہ مال یا نقد رقم ہے جو کسی عقد کے عوض یا کسی سودے اور سامان کی خریداری کے عوض کسی کے ذمہ لازم ہوتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فائدہ: البتہ جو نقدر قم کسی سے بطور قرض حسن لی گئی ہو، یا مانگ کر کوئی چیز لی گئی ہو جس کو عاریتا کہتے ہیں ، تو وہ اس دین میں شامل نہیں ہوتی، اور نہ ہی اس کو دَین مؤجل کہا جائے گا، خواہ اس کی بظاہر کوئی مدت ہی کیوں نہ مقرر کی گئی ہو۔ چنانچہ احناف، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اس کی مدت مقرر ہونے کے باوجود قبل از وقت اس کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔اس لیے ان کو دیون حالہ میں شامل کیا جاتا ہے۔

البتہ مالکیہ اس کے دَین ہونے اور تقرر مدت کا لحاظ کرنے کے قائل ہیں، تو ان کے نزدیک یہ قرض حسن اور عاریتاً لی گئی چیز بھی دَین مؤجل ہے۔اس میں بھی ضع و تعجل ناجائز اور ربا ہے۔

دیون حالہ کا حکم:

چنانچہ ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ اصول بھی مقرر ہے کہ دیون حالہ جن کی فوری ادائیگی لازم ہوتی ہے، ان میں ضع و تعجل کی حرمت کا جو قانون ہے وہ نافذ نہیں ہوتا، یعنی ان میں ضع و تعجل کرنا جائز ہے، اور ایسا کرنا ربا نہیں ہے۔اس کیس میں ان کی دلیل صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ دَيْنٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا

کعب بن مالک سے روایت ہے کہ ان کا عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی پر کچھ قرض تھا، چنانچہ اس سے ملے اور اس کے پیچھے لگ گئے اور دونوں نے گفتگو کی، یہاں تک کہ دونوں کی آواز بلند ہوئی ، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان دونوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا : "اے کعب اور اپنے ہاتھ سے گویا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نصف معاف کردو"، تو انہوں نے نصف قرض لے لیا اور نصف چھوڑ دیا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: باب الخصومات؛ حدیث نمبر 2320)

پھر دیون مؤجلہ کی آگے مزید دو قسمیں ہیں:

1- ایک قسم یہ ہے کہ نقدر قم واجب الادا ہو ایک خاص مدت مقررہ کے بعد

2- دوسری صورت یہ ہے کہ نقدر قم نہ ہو بلکہ کوئی سامان، اشیاء یا کوئی چیز واجب الادا ہو مدت مقررہ کے بعد

متفقہ صورتیں :

1- اس پر تقریبا اتفاق ہے کہ جو دیون مؤجلہ ہیں یعنی تاخیر سے ادا کرنا واجب ہیں، ان میں جب مدت پوری ہو جاتی ہے، تو مدت پوری ہونے کے بعد جب مدیون دائن کا دَین واپس کرے گا تو دائم اگر تبرعاً اس میں کچھ معاف کردے اور کمی کر دے تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے اور ایسا کرنا بالاتفاق جائز ہے۔

2- اسی طرح اگر بوقت عقد ہی یہ شرط طے ہو جائے کہ مدیون اگر قبل از وقت یکمشت سارا دَین ادا کردے، تو دائن اتنی اتنی کمی (ایک مقررہ مقدار میں ڈسکاونٹ) کرے گا۔ تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے اور ربا میں شامل ہے۔

3- نیز اس صورت میں بھی اتفاق ہے کہ مکاتب کے ساتھ اگر بطور بدل کتابت کوئی سامان یا کوئی چیز طے ہوئی ہے جو دَین ہے مکاتب پر، اس میں ضع و تعجل جائز ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فائدہ: ایک چیز ہوتی ہے جس کو بدلِ کتابت یا بدلِ مکاتبت کہا جاتا ہے، بدلِ مکاتبت یا بدلِ کتابت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے کسی غلام سے کہے کہ تو مجھے تین مہینے، چار مہینے یا چھ مہینے میں اتنا مال (مال نقد رقم کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور سامان اور اشیاء کی صورت میں بھی) کما کر ادا کر دو تو تم آزاد ہو۔ تو ایسے غلام کو مکاتب کہا جاتا ہے، اور یہ جو مال طے ہوا ہے اس کو بدلِ کتابت یا بدلِ مکاتبت کہا جاتا ہے۔ مگر چونکہ آج کل غلاموں کا سلسلہ موقوف ہے، اس لیے یہ صورت بھی عملی طور پر موقوف ہے۔

نقطہ اختلاف:

1- اختلاف دراصل اس صورت میں ہے کہ جب دیون مؤجلہ میں مدت ابھی پوری نہیں ہوئی، تو اس سے پہلے ہی دائن اگر مدیون کا کچھ دَین ساقط کر کے جلدی کا مطالبہ کرے تو وہ جائز ہے یا ناجائز ہے جبکہ بوقت عقد ایسی کوئی شرط طے نہیں ہوئی تھی۔

2- اسی طرح اگر مدت ابھی باقی ہے اور مدیون خود دائن کو درخواست کرے کہ اگر تم دَین میں کچھ کمی کرتے ہو تو میں قبل از وقت ادا کر دیتا ہوں۔

3- اسی طرح اگر مکاتب کے ساتھ بطور بدل کتابت کچھ نقد رقم طے ہوئی ہے تو اس میں ضع و تعجل جائز ہے یا ناجائز ہے۔

تو یہ ساری وہ صورتیں ہیں جن میں اختلاف ہے، اور اس اختلاف کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

عصری اطلاقات:

عصر حاضر میں اگر دیکھا جائے تو اس کیس کا براہ راست تعلق موجودہ اسلامی بینکاری کے دو پروڈکٹس کے ساتھ ہے۔

1- **بیع بالتقسیط:** اسلامی بینکوں (یا کسی اور پرائیویٹ ادارے) سے کوئی چیز جب قسطوں پر خریدی جائے اور اس کی فرض کیجئے کہ قیمت دو لاکھ روپے طے ہوئی ہے، اور اس کی 20 اقساط دس دس ہزار روپے ماہانہ طے کی گئی ہیں، تو اب ظاہر ہے کہ یہ رقم 20 ماہ میں اقساط کی صورت ادا کرنی ہے اور یہ دَین ہے۔
اب اگر یہاں پر اس صورت میں دائن (بینک) بوقت عقد ہی یہ پیشکش بھی کر دے کہ مدیون اگر وقت سے پہلے (مثلاً 2 ماہ بعد، یا 6 ماہ بعد، یا سال بعد) یکمشت باقی ساری اقساط ادا کر دے گا، تو بینک ایک قسط یا دو اقساط معاف کر دے گا۔ یا اسی طرح مدیون یہ تقاضا کرے کہ میں قبل از وقت یکمشت ساری رقم ادا کروں تو مجھے ایک یا دو اقساط کا ڈسکاؤنٹ دیا جائے۔ تو ائمہ اربعہ کے ہاں یہ ربا میں شامل ہو گا اور حرام ہو گا۔

2- **عقد اجارہ:** بینک (یا کسی اور پرائیویٹ ادارے سے) کوئی چیز کرایہ (Rent or Lease) پر حاصل کرنا اجارہ کہلاتا ہے۔ مثلاً: زید نے بینک سے ایک گاڑی تین سال کے لیے لیز پر حاصل کی اور اس کا ماہانہ کرایہ دس ہزار روپے طے ہوا، جو کل ملا کر مبلغ -/Rs.3,60,000 روپے بنا، جو کہ تین سال میں ماہانہ اقساط کی صورت میں واجب الادا ہے۔ یہ رقم زید کے ذمہ دَین ہے۔
اب اگر دائن یعنی بینک پیشکش کرے کہ اگر زید یہ کل رقم قبل از وقت یکمشت ادا کرے گا تو بینک اس میں سے ایک یا دو اقساط معاف کر دے گا۔ یا اسی طرح زید یہ مطالبہ کرے کہ اگر میں یہ ساری مجموعی رقم قبل از وقت یکمشت ادا کر دوں تو بینک مجھے ایک یا دو اقساط کا ڈسکاؤنٹ دے۔ تو ائمہ اربعہ کے ہاں یہ ربا شمار ہو گا اور ناجائز ہو گا۔

لمحہ فکریہ:

بد قسمتی سے عصر حاضر میں بہت سے ایسے کاروباری ادارے جو بیع بالتقسیط یا عقد اجارہ کے کاروبار سے وابستہ ہیں، ان مسائل سے ناواقفیت اور عدم علم کی بنا پر عقد حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں، جو کہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مصادر و مراجع:

القرآن الکریم
الموطا، امام مالکؒ
المصنف، امام عبد الرزاق الصنعانیؒ
المصنف، امام ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمدؒ
المسند، امام احمد بن حنبلؒ
الصحیح، امام بخاری، محمد بن اسماعیلؒ
الصحیح، امام مسلم بن حجاجؒ
السنن، امام ابو داود، سلیمان بن اشعثؒ
السنن، امام نسائی، احمد بن شعیبؒ
الجامع، امام ترمذی، محمد بن عیسیٰؒ
السنن، امام ابن ماجہ، محمد بن یزید بن ماجہؒ
شرح معانی الآثار، ابو جعفر احمد بن محمد الطحاویؒ
شرح مشکل الآثار، ابو جعفر احمد بن محمد الطحاویؒ
الجامع فی الحدیث، امام عبد اللہ بن وہبؒ
سنن الدارمی، امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمیؒ
سنن الدار قطنی، امام علی بن عمر الدار قطنیؒ

AL-AASAR Journal
Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

المستدرک، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوریؒ
السنن الکبریٰ، امام بیہقی، احمد بن حسین بن علی البیہقیؒ
آثار الصحابۃ فی ابواب الطہارۃ، عبداللہ بن محمد بن منصور آل الشیخ
آثار الصحابۃ کتاب الصلوٰۃ، مبارک بن عبدالعزیز بن صالح زہرانی
آثار الصحابۃ فی البیوع والاقضیۃ، بندر بن عبدالوہاب العامر
سلسلۃ الآثار الصحیحۃ الصحیح المسند من اقوال الصحابۃ والتابعین، شیخ ابو عبداللہ بن منیر آل زھوی
ما صح من آثار الصحابۃ فی الفقہ، مولانا زکریا بن غلام قادر پاکستانی
موسوعۃ آثار الصحابۃ للکسروی، سید کسروی حسن
الآثار المرویۃ عن السلف الصالح فی العقیدۃ فی کتاب الطبقات الکُبرٰی، فابریس تونیر یکس مہدی
الآثار المرویۃ عن الصحابۃ رضي الله عنهم من أول كتاب السير إلى آخر كتاب الجنۃ، ابراہیم بن حصیان بن ابراہیم العنزی
الآثار المسندۃ عن الصحابۃ رضي الله عنهم في الحدود، طٰہ احمید حریش
بیان حاجۃ المتفقۃ إلی معرفۃ الآثار، محمد بن مبارک حکیمی